؎ کاش کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات!

ہمیشہ کی طرح امسال بھی محرم اور میلاد النبی کے جلوسوں پر فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان اور کراچی میں فائرنگ کے الم ناک واقعات پیش آئے اور ان کے نتیجے میں خونِ مسلم کی حرمت کا اسلامی حکم نہایت بے دردی سے توڑا گیا۔ کراچی میں قیمتی جانوں کے ساتھ کھربوں ڈالر کی پراپرٹی اور مالِ تجارت، کچھ لوٹا گیا اور کچھ جل کر راکھ ہوگیا۔ حکومت کی تمام احتیاطی اور پیشگی تدابیر کے باوجود ہونی ہو کر رہی جس پر ہمارا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ان اندوہ ناک واقعات میں سے جو مسلمان متاثر ہوئے اور جن کا جانی یا مالی نقصان ہوا، ہمیں ان سے ہمدردی ہے اور ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اس موقع پر ہم یہ ضرور عرض کرنا چاہیں گے کہ حکومتیں دریا کے آگے بند باندھتی ہیں مگر دریا کے سرچشمے کو نہیں بند کرتیں۔ محرم کے جلوس تو ہمیشہ ہی خطرے سے دوچار تھے مگر کچھ عرصہ سے میلاد النبی کے جلوس بھی معرض خطر میں آگئے ہیں۔ اتنے اتنے بڑے جلوسوں کی حفاظت سب کچھ کرنے کے باوجود بھی، جیسا کہ اب ہوا، ناممکن ہے۔ ہم اس افسوسناک صورتِ حال کی شرعی حیثیت فی الحال زیر بحث لانا نہیں چاہتے۔ یہ اس کا محل نہیں ہے فی الوقت ہم معروضی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے صرف اتنا عرض کریں گے کہ جلوس خواہ مذہبی ہوں یا سیاسی قوم کو بڑے تلخ حقائق کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لہٰذا ہم مذہبی و سیاسی قائدین سے دست بستہ عرض کریں گے کہ عقلمند، تجربہ سے سیکھتا ہے اور بے عقل بار بار تجربہ دہراتا اور انھی تلخ نتائج کا سامنا کرتا ہے۔

اس جانی اور مالی اتلاف کے علاوہ اس معاملہ کا ایک اور پہلو بھی قابل لحاظ ہے اور وہ یہ کہ اس قسم کے واقعات کے بعد فرقہ وارانہ کشیدگی میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ ہم آہنگی جو سال بھر میں پیدا ہوتی ہے، ایک دن میں برباد ہو جاتی ہے۔ ہم نے پیچھے کہا کہ حکومتیں اس سلسلے میں مجرمانہ غفلت کی مرتکب ہوئی ہیں اور کسی بھی وزیر اعظم یا صدر نے اس معاملہ کی سنگینی کا ادراک کرتے ہوئے ضروری قانون سازی نہیں کی ہے۔ یہ ناسور ہے اور اس کا جڑ سے اکھاڑ پھینکنا بہت ضروری ہے۔ ہم حکومت سے استدعا کریں گے کہ بلاتاخیر فرقہ

وارانہ ہم آہنگی کیلئے ضروری قانون سازی کرے تاکہ سب فرقے اپنی اپنی حدود میں آزادی سے اپنے اپنے طریقہ کے مطابق کام کریں۔ حکومتوں کی پالیسی کبوتر والی رہی ہے جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خطرہ ٹل گیا ہے۔ یہ اتنا گھمبیر مسئلہ ہے کہ اس کا سامنا کرنا چاہئے اور ملک وملت کو مزید خرابہ سے بچانا چاہیے۔ فرقہ واریت کے زہر نے بڑے بڑے جید علماء کو گھائل کر دیا ہے۔ مذہبی جماعتوں نے ڈنکے کی چوٹ پر مسلح جتھے قائم کئے اور حکومتیں چشم پوشی کرتی رہیں۔ اسی کا اثر ہے کہ دہشت گردی کی موجودہ لہر کو انہی مسلح گروپوں کی شکل میں ملک کے طول وعرض میں بے شمار کارکن مل گئے۔

ہم نہایت دل سوزی کے ساتھ اول مذہبی جماعتوں اور فرقوں سے اور پھر حکومت سے التجا کریں گے کہ محرم ومیلاد کے مقررہ ومعہودہ قتل وغارت کے انسداد کیلئے اپنے اپنے مذہبی جلسے اپنی اپنی عبادت گاہوں کے اندر منعقد کیا کریں۔ الدین النصیحة کے جذبے سے ہماری تجویز ہے کہ ہر قسم کے (سیاسی و مذہبی) جلوسوں پر پابندی ہونا چاہیے۔ یہی وہ واحد طریقہ ہے جو اس سالانہ خوں ریزی کا انسداد کر سکتا ہے۔ لمبے جلوسوں کے جم غفیر میں کسی بھی شر پسند اسلام دشمن کیلئے قیامت برپا کر دینا، نہایت ہی آسان ہوتا ہے۔ اگر فرقوں کے محترم اکابریں اس تجویز پر غور کریں اور کوئی قابلِ عمل صورت نکالیں تو اس سے مسلمان شرکائے جلوس کی جانیں بچ سکتی ہیں اور ہمارے نزدیک ان جلوسوں کے ذریعے اپنی فرقہ وارانہ انا کو تسکین دینے کا جذبہ، خونِ مسلم کے تحفظ سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ اگر یہ جلوس عبادت گاہوں تک محدود کروائے جائیں تو شرکاء کا تحفظ آسان ہوسکتا ہے اور اگر فرقوں کے اکابرین ایسا نہ کر سکیں تو حکومت خود قانونی اقدام کرے کیونکہ اہل وطن کی جان اور خون کی حفاظت اس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

ان جلوسوں کے تحفظ کے واسطے پوری سٹیٹ مشینری حرکت میں آجاتی ہے اور ملک حالتِ جنگ میں لگتا ہے۔ پولیس، رینجرز اور فوج ہائی الرٹ ہوجاتی ہے۔ ان ہنگامی حالات میں ریاستی خزانہ زیر بار ہوتا ہے۔ ہم اس بات سے ضرور اتفاق کرتے ہیں کہ حکومت اپنی سی ہر تدبیر بروئے کار لاتی ہے مگر کہیں نہ کہیں شر پسند عناصر اپنا ہاتھ دکھا جاتے ہیں جو سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیتا ہے۔

ہمیں اپنے صائب مشورہ کی صحت پر اصرار ہے اور ہم اپنی معروضات اس یقین کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ متعلقہ اکابرینِ مسالک اسے ضرور درخور اعتنا اور قابل عمل تصور فرمائیں گے۔ معروضی حالات کی روشنی میں پالیسیاں تبدیل ہوجائیں تو یہ شکست یا بزدلی نہیں ہوگی بلکہ اصل ناکامی ان اشرار کی ہوگی جن کے ہاتھ خونِ مسلم سے رنگین ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین